قرآن حکیم میں حیوانات کا ذکر: ایک اختصاصی مطالعہ

Mention of Animals in the Quran: A Special Study

Iqra Masood
M.Phil Scholar, Institute of Islamic Studies, University of The Punjab:
iqram7046@gmail.com

Hafiza Aticka Aslam
M.Phil Scholar, Institute of Islamic Studies, University of The Punjab:
atickaaslam@gmail.com

Muhammad Rouf Ul Hassan
M.Phil Scholar, Institute of Islamic Studies, University of The Punjab:
rauf.ul.hassan1122@gmail.com

Abstract:
The Holy Qur'an is the Holy Word of Allah Almighty, which Allah Almighty revealed to the last Prophet, the Holy Prophet (peace and blessings of Allah be upon him), to guide mankind until the Day of Judgment. The Holy Qur'an is an attribute of Allah, not a creature. The Holy Quran has always been in the Safe Book. The Quran is a book of guidance and instructions. Where various sciences and arts are mentioned in the Quran, animals are also mentioned in a significant number.In more or less two hundred verses of the Holy Qur'an, the rights and benefits of animals and the Shariah rulings of halal and haram related to them are mentioned. Sometimes the names of the animals are mentioned, and sometimes the absolute gender is mentioned. About thirty-six animals are mentioned by name in the Holy Quran, including birds, animals, insects and wild and domesticated animals. In this article, we will mention Islam and animals, the objection of infidels to the mention of inferior animals, the names of the surahs, the reasons for mentioning some animals, the verses related to animals, and the example of animals in the Holy Quran.

Keywords: *Holy Quran, Surah, Shariah Islam, Animals*

تمام موجودات اور مخلوقات اللہ سبحانہ کی تخلیق کردہ ہیں جنہیں اللہ تعالی نے خاص ہدف کے لیے پیدا فرمایا ہے اور اسی ہدف کے مطابق وہ ان کی تدبیر کرتا ہے۔ ان مخلوقات میں حیوانات بھی ہیں جنہیں تخلیق کرنے سے جو مقصد اور ہدف پیش نظر تھا وہ اسے پورا کرنے میں پوشیدہ ہے۔ قرآن کریم میں مختلف حیوانات کا تذکرہ ہوا ہے جن کے نام اور بعض کے اوصاف قرآن کریم نے ذکر کیے ہیں۔

میرے مضمون کا عنوان ہے " قرآن حکیم میں حیوانات کا ذکر: ایک اختصاصی مطالعہ " اس موضوع کو زیر بحث لانے کا مقصد یہ ہے کہ ہم اپنے علم میں اضافہ کر سکیں کہ قرآن کریم میں جانوروں کا ذکر کیوں موجود ہے؟ کیا وجوہات ہیں؟ اور قرآن میں جانوروں کے ذکر کی اصل حقیقت قرآن کی روشنی میں کیا ہے۔ اس لیے ہم نے ضروری سمجھا کہ اس موضوع پر ایک تحقیقی مضمون لکھا جائے۔ قرآن کی دو سو آیتیں جانوروں کے بارے میں ہیں اور قرآن میں کل چھتیس جانوروں کا ذکر نام کے ساتھ آیا ہے۔ ان میں پرندے، حشرات، جنگلی و پالتو جانور وغیرہ شامل ہیں اسی طرح قرآن کی کچھ سورتوں کے نام بھی جانوروں پر ہیں، جیسے بقرہ (گائے)۔

جبکہ دوسری طرف قرآن کریم میں حقیر جانوروں کے ذکر کرنے پر کچھ کفار نے اعتراض کیا، جس کے جواب میں فرمایا گیا :إِنَّ اللَّهَ لا يَسْتَحْيِي أَنْ يَضْرِبَ مَثَلاً مَا بَعُوضَةً فَمَا فَوْقَهَا فَأَمَّا الَّذِينَ آمَنُوا فَيَعْلَمُونَ أَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَبِّهِمْ - - - -[1]

ترجمہ: بیشک اللہ اس بات سے نہیں شرماتا کہ (سمجھانے کے لیے) کوئی بھی مثال بیان فرمائے (خواہ) مچھر کی ہو یا (ایسی چیز کی جو حقارت میں) اس سے بھی بڑھ کر ہو، تو جو لوگ ایمان لائے وہ خوب جانتے ہیں کہ یہ مثال ان کے رب کی طرف سے حق (کی نشان دہی) ہے۔

سب سے پہلے ہم ان سورتوں کا ذکر کرتے ہیں جن کا نام کسی جانور کے نام پر رکھا گیا ہے جو کہ درج ذیل ہیں:

سورتوں کے نام:

قرآن مجید میں 7 سورتوں کے نام جانوروں اور پرندوں پر ہیں:

---

[1] سورہ بقرۃ، 2: 26

1 .سورہ البقرہ(گائے)
2 سورہ انعام(اونٹ، مویشی، بکریاں، بھیڑ)
3 سورہ نحل(مکھیاں)
4 سورہ نمل(چیونٹی)
5 سورہ عنکبوت(مکڑی)
6 .سورہ عادیات(گھوڑے)
7 .سورہ فیل(ہاتھی)

سورتوں کے نام سے بخوبی یہ واضح ہو گیا کہ قرآن کریم کی حکمتوں میں ایک حکمت حیوانات کا ذکر بھی ہے کیونکہ اللہ تعالی نے قرآن مجید میں جو بات بھی ذکر کی ہے وہ کسی نہ کسی حکمت یا مصلحت کے تحت کی ہے۔ اسی طرح جانوروں کا ذکر بھی کسی نہ کسی وجوہات کی بناپر کیا گیا ہے چند وجوہات درج ذیل ہیں:

● جانوروں کے ذکر کی وجوہات:

کچھ جانوروں کا ذکر اللہ نے انسانوں کے فائدے کے لیے کیا ہے، کچھ جانوروں کی خطرناک خصلتیں بیان کی گئی ہیں، کچھ جانور ایسے اللہ نے بنائے ہیں کہ انسان ان کو دیکھے اور اللہ کی قدرت پر اس کی تعریف بیان کرے اور کچھ جانوروں کا اللہ نے اس لیے ذکر کیا ہے تا کہ انسان اس سے سبق سیکھیں۔ جن جانوروں کا ذکر اللہ نے قرآن میں کیا ہے وہ یہ ہیں:

چونٹیاں: انکا ذکر قرآن میں عقلمند اور محنتی کے الفاظ میں اس طرح کیا گیا ہے کہ جب حضرت سلیمانؑ کی فوج جنگل سے گزر رہی ہوتی ہے تو ایک چیونٹی اپنی باقی ساتھیوں سے اپنے اپنے بلوں میں چھپ جانے کو کہتی ہے۔ اس کو خطرہ ہوتا ہے کہ وہ فوج کے پاؤں تلے کچلی جائیں گی۔ اس واقعے کے ذکر سے ہمیں پتا چلتا ہے کہ چیونٹیاں عقلمند ہوتی ہیں۔

بندر: اللہ نے بندروں کی مثال میں اپنے غصّے کا اظہار کرتے ہوئے اس واقعہ کا ذکر کیا ہے جب اللہ نے ایک یہودیوں کی قوم کو بندر بنادیا تھا ان کی نافرمانیوں کی وجہ سے۔

شہد کی مکھیاں: ان کا ذکر انسانوں کے فائدے کے لیے کیا گیا ہے کہ کیسے اللہ نے ایک مکھی کو بنایا جو محنت سے شہد بناتی ہے مختلف رنگوں کا اور شہد میں انسانوں کے لیے شفا ہے۔

پرندے: ان کے ذکر میں اللہ نے اپنی تخلیق بیان کی ہے کہ کیسے اس کی قدرت کی وجہ سے پرندے ہواؤں میں اڑتے پھرتے ہیں اور ان کو کیا چیز سنبھالے ہوئے ہے اللہ کے سوا۔ ان کو دیکھ کر انسان نے جہاز بنانا سیکھا۔

اونٹ: اونٹ اللہ کی وہ خاص مخلوق ہے جس کا ذکر خصوصی طور پر کیا گیا ہے کیوں کہ اس میں اللہ نے بہت سی خصوصیات رکھی ہیں۔ اونٹ کی آنکھوں میں تین پلکوں کی تہیں ہوتی ہیں جو ریت کے ذرّات کو آنکھوں میں جانے سے روکتی ہے، یہ اپنی پیٹھ میں بہت دنوں تک کے لیے پانی جمع کرلیتا ہے کیوں کہ اس کے کوہان میں چربی ہوتی ہے جو پانی جذب کرلیتی ہے۔ اس کے پاؤں بھی اللہ نے خاص مٹی میں چلنے کے لیا بنائے ہیں جو مٹی میں دھنستے نہیں ہیں اس لیے یہ ایک صحرائی جانور ہے۔

گائیں: گائے انسانوں کے لئے فائدہ مند ہے کیوں کے یہ دودھ، دہی، گوشت میسر کرتی ہے۔

بھیڑ: بھیڑ بھی انسانوں کو گوشت اور اون مہیا کرتی ہے اور اس کا ذکر اس واقعہ میں کیا گیا ہے جب حضرت ابراہیمؑ اپنے بیٹے حضرت اسماعیلؑ کو ذبح کرنے لگے تو اللہ نے ان کی جگہ ایک بھیڑ بھیج دیا۔

کتا: کتا انسانوں کا دوست ہوتا ہے اور وہ ان کی مویشیوں اور گھر کی حفاظت کرتا ہے۔

گدھا: گدھے کی آواز کو سب سے زیادہ خراب آواز کہا گیا ہے اور انسانوں کو تلقین کی گئی ہے کہ گدھے کی آواز کی طرح زور زور سے مت چلاؤ۔

ہاتھی: ہاتھی کو اللہ نے طاقتور جانور کہا ہے مگر اللہ کے غصّے کے آگے کسی کی طاقت اہمیت نہیں رکھتی جیسے کے اللہ نے ہاتھی والی قوم کو تباہ کر دیا تھا۔

مکھی: مکھی ایک چھوٹی سی مخلوق ہے مگر اللہ قرآن میں کہتے ہیں کہ کسی کی ہمّت نہیں کہ وہ ایک مکھی ہی بنادے اور اس میں جان ڈال کر دکھادے۔

مینڈک: مینڈک اللہ نے ایک قوم پر عذاب کی صورت میں نازل کیے تھے۔

ہدہد: ہدہد وہ پرندہ ہے جس کی عقلمندی کی تعریف کی گئی ہے کہ وہ حضرت سلیمانؑ کے خاص وزیروں میں سے تھا۔

گھوڑے اور گدھے: یہ انسانوں کی سواری کے لیے اللہ نے بنائے ہیں۔

شیر: شیر کو اللہ نے قرآن میں ایک خطرناک جانور کہا ہے۔

جھینگر: جھینگر کی مثال اس طرح دی گئی ہے کہ یہ ہمیشہ بہت تعداد میں ہوتے ہیں اور قیامت کے دن انسان جھینگروں کی طرح اللہ کے حضور پیش ہوں گے یعنی کثیر تعداد میں۔

مچھر: مچھر ایک چھوٹا سا کیڑا ہے مگر یہ بہت سی بیماریاں پھیلانے کا باعث بنتا ہے۔

بٹیر: بٹیر انسانوں کے کھانے کے لیے فائدہ مند پرندہ ہے۔

کوّا: کوّا ایک چالاک پرندہ ہے جس نے انسان کو سکھایا کہ کس طرح اپنے مردے زمین میں دفن کرو۔

سانپ: حضرت موسیٰؑ نے جب اپنا عصا زمین میں پھینکا تو وہ ایک سانپ بن گیا۔

مکڑی: مکڑی کا گھر سب سے نازک ہوتا ہے مگر وہ بہت محنت سے جالا بناتی ہے۔

سور: سور ایک گندا جانور ہے جس کو کھانا حرام ہے۔

دیمک: دیمک کا ذکر اس واقعے کے لحاظ سے کیا گیا ہے جب حضرت سلیمانؑ جنوں سے کام کرا رہے تھے اور ان کا انتقال ہو گیا مگر جنوں کو کافی عرصے بعد اس وقت پتا چلا جب دیمک نے حضرت سلیمانؑ کا عصا جس سے وہ کھڑے تھے کھالیا اور وہ گر پڑے۔

وہیل مچھلی: وہیل مچھلی نے حضرت یونسؑ کو چالیس دن اپنے پیٹ میں رکھا تھا۔

بھیڑیا: بھیڑیے کو ایک خطرناک جانور کہا گیا ہے۔

قرآن مجید میں کئی ایک مقام پر ایک ہی بات پر زود دیا جاتا ہے تاکہ اس بات کی اہمیت کا اندازہ ہو سکے اسی طرح قرآن مجید میں چند جانوروں کے ذکر پر زور دیا گیا ہے جس میں بھی کئی قسم کی حکمتیں پوشیدہ ہیں جسے اب ہم بیان کریں گے۔

● وہ چار جانور جن کے ذکر پر قرآن میں زور دیا گیا ہے :

چار جانور ایسے ہیں جن کے ذکر پر قرآن میں زور دیا گیا ہے ان میں ایک مچھر ہے مچھر کی مثال قرآن میں سورہ البقرہ میں بیان کی گئی ہے، جہاں اسے استعارے کے طور پر یہ بتانے کے لیے استعمال کیا گیا ہے کہ اللہ کس طرح ہدایت اور علم کا حتمی ذریعہ ہے۔

ترجمہ :در حقیقت اللہ ایک مثال پیش کرنے سے نہیں شرماتا وہ مچھر کی یا اس سے چھوٹی چیز۔ اور جو لوگ ایمان لائے ہیں وہ جانتے ہیں کہ یہ ان کے رب کی طرف سے حق ہے۔ لیکن جو لوگ کافر ہیں وہ کہتے ہیں کہ اس مثال سے اللہ کا کیا ارادہ تھا؟ وہ اس کے ذریعے بہت سے لوگوں کو گمراہ کرتا ہے اور بہت سے لوگوں کی رہنمائی کرتا ہے۔ اور وہ گمراہ نہیں کرتا سوائے نافرمانوں کے۔"

شہد کی مکھی کے ذکر پر زور دیا گیا ہے اللہ تعالیٰ نے شہد کی مکھی کے بارے میں درج ذیل آیت کریمہ میں ارشاد فرمایا ہے:

"وَاَوْحٰی رَبُکَ اِلَی النَّحْلِ اَنِ ا تَّخِذِیْ مِنَ الْجِبَالِ بُیُوْتاً وَّ مِنَ الشَّجَرِوَمِمَّا یَعْرِشُوْن . ثُمَّ کُلِیْ مِنْ کُلِّ الثَّمَرٰتِ فَا سْلُکِیْ سُبُلَ رَبِّکِ ذُلُلاً. یَخْرُ جُ مِنْ بُطُوْنِہَا شَرَاب مُّخْتَلِف اَلْوَانُہ فِیْہِ شِفَآءُ لِّلنَّاس ط اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰ یَۃً لِّقَوْمٍ یَّتَفَکَّرُوْنَ[2]"

ترجمہ :نیز آپ کے پروردگار نے شہد کی مکھی کی طرف وحی کی کہ پہاڑوں میں، درختوں میں، اور (انگور وغیرہ کی) بیل میں اپنا گھر (چھتا) بنا۔ پھر ہر قسم کے پھل سے اس کا رس چوس اور اپنے پروردگار کی ہموار کردہ راہوں پر چلتی رہ۔ ان مکھیوں کے پیٹ سے مختلف رنگوں کا مشروب (شہد) نکلتا ہے جس میں لوگوں کے لیے شفا ہے۔ یقیناً اس میں بھی ایک نشانی ہے ان لوگوں کے لیے جو غور و فکر کرتے ہیں۔

اونٹ کے ذکر پر قرآن میں زور دیا گیا ہے قرآن میں متعدد مقامات پر اونٹ کا ذکر آیا ہے۔ علما بتاتے ہیں کہ قرآن کریم میں اونٹ کا ذکر 13 مختلف ناموں سے کیا گیا ہے۔ اس جانور کے لیے "ناقہ "کا لفظ سب سے زیادہ استعمال ہوا ہے جو بہ طورِ خاص حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی کے لیے بھی استعمال ہوا ہے۔

قرآن مجید میں ہے :أَفَلَا یَنظُرُونَ إِلَى الْإِبِلِ كَيْفَ خُلِقَتْ [3]

ترجمہ: تو کیا وہ اونٹوں کی طرف نہیں دیکھتے کہ وہ کیسے پیدا کیے گئے۔

---

[2] سورہ نحل، 16:67-69

[3] سورہ الغاشیہ، 88: 17

مکھی کے ذکر پر زور دیا گیا ہے قرآن کا چیلنج عام ہے تمام بنی نوع انسان اس میں شریک ہیں اور یہ چیلنج بڑا واضح ہے کہ دنیا کے تمام انسان اپنی جدید ترین ٹیکنالوجی کی مدد سے بھی ایک مکھی نہیں بنا سکتے، بلکہ مکھی اگر ان سے کوئی خوراک چھین لے جائے تو وہ اس سے واپس نہیں لے سکتے۔ مکھی کو بنانا اسی طرح ناممکن ہے جس طرح گدھا یا گھوڑا بنانا، اس لیے کہ مکھی کی زندگی میں کئی حیرت انگیز پہلو موجود ہیں۔

یہ تھی وہ وجوہات اور حکمتیں جن کے پیش حیوانات کا ذکر کیا گیا۔ کون کونسے حیوانات کا ذکر قرآن کریم میں کیا گیا ہے ہیں اب ہم ان کا ذکر تھوڑی تفصیل سے بیان کریں گے جن میں مویشی، بوجھ اٹھانے والے جانور، رینگنے والے جانور اور حشرات شامل ہیں۔

● مویشی:

قرآن کریم میں مختلف مویشی اور ان کے اوصاف کا تذکرہ وارد ہوا ہے:

1 ۔ گائے: إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تَذْبَحُوا بَقَرَةً[4]

بے شک اللہ نے تمہیں حکم دیا ہے کہ تم ایک گائے ذبح کرو۔

2 ۔ بکرا: وَمِنَ الْمَعْزِ اثْنَيْنِ[5]

اور دو بکرے سے۔

3 ۔ دنبہ: وَمِنَ الْبَقَرِ وَالْغَنَمِ حَرَّمْنا عَلَيْهِمْ شُحُومَهُما[6]

اور گائے اور دنبہ میں سے ہم نے ان پر ان دونوں کی چربی حرام کر دی تھی۔

4۔ بھیڑ: ثَمانِيَةَ أَزْواجٍ مِنَ الضَّأْنِ اثْنَيْنِ[7]

آٹھ جوڑے ہیں، دو بھیڑ کے۔

5۔ اونٹ: هذِهِ ناقَةُ اللَّهِ لَكُمْ آيَةً[8]

---

[4] سورہ بقرۃ، 2: 67

[5] سورہ انعام، 6: 143

[6] سورہ انعام، 6: 146

[7] سورہ انعام، 6: 143

یہ اللہ کی اونٹنی ہے جو تمہارے لیے نشانی (معجزہ) ہے۔

6۔ بچھڑا (گوسالہ): ثُمَّ اتَّخَذْتُمُ الْعِجْلَ مِنْ بَعْدِهِ[9]

پھر تم نے اس کے بعد گوسالہ کو اختیار کر لیا۔

7۔ اونٹنی: ما جَعَلَ اللَّهُ ... وَ لا بَحِيْرَةٍ[10]

اللہ نے نہ پانچ بچے جننے والی اونٹنی کے لیے کوئی خاص حکم قرار دیا ہے۔

8۔ قربانی کے اونٹ: وَالْبُدْنَ جَعَلْناها لَكُمْ مِنْ شَعائِرِ اللَّهِ[11]

اور قربانی کے اونٹ جسے ہم نے تمہارے لیے شعائر اللہ قرار دیا دیا ہے۔

● بوجھ اٹھانے والے جانور:

1۔ خچر: وَالْخَيْلَ وَالْبِغالَ وَالْحَميرَ لِتَرْكَبُوها وَزينَةً[12]

اور گھوڑے، خچر اور گدھے (اس لیے خلق کیے ہیں) تاکہ تم اس پر سواری کرو اور تمہارے لیے زینت ہیں۔

2 ۔ گدھا: كَمَثَلِ الْحِمارِ يَحْمِلُ أَسْفارا[13]

ان کی مثال اس گدھے کی سی ہے جو کتابوں کو اٹھائے ہوئے ہے۔

● جانور:

1۔ شکاری جانور: قُلْ أُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّباتُ وَمَا عَلَّمْتُمْ مِنَ الْجَوارِحِ مُكَلِّبينَ[14]

---

[8] سورہ اعراف، 7: 73

[9] سورہ بقرۃ، 2: 50

[10] سورہ مائدہ، 5: 103

[11] سورہ حج، 22: 36

[12] سورہ نحل، 16: 8

[13] سورہ جمعہ، 62: 5

کہہ دیجیے تمہارے لیے پاکیزہ چیزیں حلال کی گئی ہیں اور وہ شکار بھی حلال ہے جو تمہارے لیے ان شکاری جانوروں نے پکڑا ہے جنہیں تم نے سدھایا ہے۔

2۔ گھوڑا:وَأَعِدُّوا لَهُمْ مَا اسْتَطَعْتُمْ مِنْ قُوَّةٍ وَ مِنْ رِباطِ الْخَيْلِ[15]

اور ان (کفار) کے لیے جتنا تمہاری استطاعت میں ہے قوت حاصل کرو اور گھوڑوں کو چاک وچوبند رکھو۔

3۔ کتا:فَمَثَلُهُ كَمَثَلِ الْكَلْبِ إِنْ تَحْمِلْ عَلَيْهِ يَلْهَثْ أَوْ تَتْرُكْهُ يَلْهَثْ[16]

اس کی مثال اس کتے کی سی ہے اگر تم اس پر حملہ کرو تو بھی اس کا منہ کھلا رہے گا اور اگر تم اسے چھوڑ دو تو بھی وہ اپنی زبان لٹکائے رہے گا۔

4۔ہاتھی:أَ لَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِأَصْحابِ الْفيل[17]

کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ آپ کے رب نے ہاتھی والوں کے ساتھ کیا کیا۔

5۔شیر: فَرَّتْ مِنْ قَسْوَرَةٍ[18]

جو شیر سے ڈر کر فرار کرتے ہیں۔

6۔خنزیر:أَوْ لَحْمَ خِنزيرٍ فَإِنَّهُ رِجْس[19]

یا خنزیر کا گوشت، کیونکہ وہ رجس ہے۔

7۔بندر:فَقُلْنا لَهُمْ كُونُوا قِرَدَةً خاسِئِينَ[20]

پس ہم نے انہیں کہا تم پست وذلیل بندر بن جاؤ۔

- **رینگنے والے جانور:**

---

[14] سورہ مائدہ،5: 4

[15] سورہ انفال،8: 6

[16] سورہ اعراف،7: 176

[17] سورہ فیل،105: 1

[18] سورہ مدثر،74: 51

[19] سورہ انعام،6: 145

[20] سورہ بقرہ،2: 65

1۔سانپ: فَأَلْقاها فَإِذا هِيَ حَيَّةٌ تَسْعى [21]

پس موسی نے جب اس (عصا) کو پھینکا تو وہ سانپ بن کر دوڑنے لگا۔

2 ۔مینڈک: فَأَرْسَلْنا عَلَيْهِمُ الطُّوفانَ وَ الْجَرادَ وَ الْقُمَّلَ وَ الضَّفادِعَ [22]

پس ہم نے ان پر طوفان اور ٹڈیاں اور کھٹمل اور مینڈک بھیجے۔

● **پرندے:**

1۔ہدہد: فَقالَ ما لِيَ لا أَرَى الْهُدْهُد [23]

(جناب سلیمانؑ) نے کہا: کیا مسئلہ ہے کہ مجھے کہیں ہدہد نظر نہیں آرہا۔

2۔ کوا: فَبَعَثَ اللَّهُ غُراباً يَبْحَثُ فِي الْأَرْض [24]

اللہ نے ایک کوا بھیجا جو زمین کھودنے لگا۔

3۔ ابابیل کے غول: وَأَرْسَلَ عَلَيْهِمْ طَيْراً أَبابيل [25]

اور اس نے اس گروہ پر ابابیل پرندوں کے غول در غول بھیجے۔

● **حشرات:**

1۔ٹڈی: يَخْرُجُونَ مِنَ الْأَجْداثِ كَأَنَّهُمْ جَرادٌ مُنْتَشِرٌ [26]

وہ قبروں سے ایسے نکلیں گے جیسے بکھری ہوئی ٹڈیاں ہوں۔

---

[21] سورہ طہ، 20: 20

[22] سورہ اعراف، 7: 133

[23] سورہ نمل، 27: 20

[24] سورہ مائدہ، 5: 31

[25] سورہ فیل، 105: 3

[26] سورہ قمر، 54: 7

2 ۔ شہد کی مکھی: وَأَوْحى رَبُّكَ إِلَى النَّحْلِ[27]
اور آپ کے رب نے شہد کی مکھی کی طرف وحی کی۔

3 ۔ مچھر: إِنَّ اللَّهَ لا يَسْتَحْيِي أَنْ يَضْرِبَ مَثَلاً ما بَعُوضَةً فَما فَوْقَها [28]
بے شک اللہ کوئی مثال پیش کرنے سے شرماتا نہیں ہے، چاہے وہ مچھر یا اس سے بھی زیادہ کسی چھوٹے موجود کی ہو۔

4۔ چیونٹی: قالَتْ نَمْلَةٌ يا أَيُّهَا النَّمْلُ ادْخُلُوا مَساكِنَكُم[29]
چیونٹی نے کہا اے چیونٹیوں تم اپنے گھروں میں گس جاؤ۔

5۔ مکڑی :وَإِنَّ أَوْهَنَ الْبُيُوتِ لَبَيْتُ الْعَنْكَبُوت [30]
بے شک گھروں میں سب سے زیادہ کمزور گھر مکڑی کا ہے۔

6۔ کھٹمل:فَأَرْسَلْنا عَلَيْهِمُ الطُّوفانَ وَ الْجَرادَ وَ الْقُمَّلَ وَ الضَّفادِع [31]
پس ہم نے ان پر طوفان اور ٹڈیاں اور کھٹمل اور مینڈک بھیجے۔

7۔ دیمک: ما دَلَّهُمْ عَلى مَوْتِهِ إِلاَّ دَابَّةُ الْأَرْضِ تَأْكُلُ مِنْسَأَتَه[32]
تو کسی نے انہیں (جناب سلیمانؑ) کی موت سے باخبر نہیں کیا سوائے زمین پر چلنے والی (دیمک) نے جو ان کے عصا کو کھا گئی۔

8۔ مچھلی:فَالْتَقَمَهُ الْحُوتُ وَهُوَ مُلِيم [33]
پس مچھلی نے انہیں نگل لیا جبکہ وہ اپنے آپ کو کوس رہے تھے۔

---

[27] سورہ نحل، 16: 68
[28] سورہ بقرہ، 26:2
[29] سورہ نمل، 27: 18
[30] سورہ عنکبوت، 29: 41
[31] سورہ اعراف، 7: 133
[32] سورہ سبا، 34: 14
[33] سورہ صافات، 37: 142

یہ تھا قرآن میں موجود حیوانات کا ذکر اسی طرح کئی مقامات پر جانوروں کا ذکر بطور مثال بھی کیا گیا ہے جن کا ذکر کرنا بھی ضروری ہے۔ کیونکہ قرآن مجید میں اللہ تعالی اپنی بات کو سمجھانے کے لیے اکثر مقامات پر مثال بیان فرماتا ہے تا کہ بات اچھی طرح سمجھ آسکے اسی طرح قرآن مجید میں جانوروں کی بھی امثلہ کو بیان کیا گیا ہے۔

قرآن مجید میں جانوروں کی امثلہ

● یہودیوں کو گدھے سے تشبیہ:

مَثَلُ الَّذِيْنَ حُمِّلُوا التَّوْرٰىةَ ثُمَّ لَمْ يَحْمِلُوْهَا كَمَثَلِ الْحِمَارِ يَحْمِلُ اَسْفَارًا-بِئْسَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ-وَ اللّٰهُ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ[34]

ترجمہ :جن پر تورات کا بوجھ رکھا گیا پھر انہوں نے اس کا بوجھ نہ اٹھایا ان لوگوں کی مثال گدھے کی سی ہے جو کتابیں اٹھائے ہو، ان لوگوں کی کیا ہی بری مثال ہے جنہوں نے اللہ کی آیتوں کو جھٹلایا اور اللہ ظالم لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا۔"

(آیت) مَثَلُ الَّذِيْنَ حُمِّلُوا التَّوْرٰىةَ ثُمَّ لَمْ يَحْمِلُوْهَا كَمَثَلِ الْحِمَارِ يَحْمِلُ اَسْفَارًا، اسفار، سفر بکسر سین کی جمع ہے، بڑی کتاب کو کہا جاتا ہے، سابقہ آیات میں رسول اللہ ﷺ کی بعثت و نبوت، امین ہونا اور آپ کی بعثت کے تین مقاصد کا ذکر جن الفاظ میں آیا ہے، پچھلی آسمانی کتاب تورات میں بھی آپ کا ذکر تقریباً انہی الفاظ وصفات کے ساتھ آیا ہے، جس کا مقتضٰی یہ تھا کہ یہود آنحضرت ﷺ کو دیکھتے ہی آپ پر ایمان لے آتے، مگر ان کو دنیا کے جاہ ومال نے تورات کے احکام سے اندھا کر دیا اور باوجود تورات کا علم ہونے کے عمل کے اعتبار سے ایسے ہو گئے جیسے بالکل جاہل ناواقف ہوں ان لوگوں کی مذمت مذکورہ آیت میں اس طرح کی گئی کہ یہ لوگ جن پر تورات نازل کی گئی تھی، یعنی ان کو بے مانگے اللہ کی یہ نعمت دے دی گئی تھی، مگر انہوں نے اس کے اٹھانے کا حق ادا نہ کیا یعنی تورات کے احکام کی پروانہ کی، ان کی مثال ایسی ہے جیسے گدھے کی پشت پر علوم وفنون کی بڑی بڑی کتابیں لاد دی جاتی ہیں، یہ

---

[34] سورہ جمعہ، 62: 5

گدھا ان کا بوجھ تو اٹھاتا ہے مگر ان کے مضامین کی نہ اس کو کچھ خبر ہے نہ ان سے کوئی فائدہ اس کو پہنچتا ہے، یہود کا بھی یہی حال ہے کہ دنیا سازی کے لئے تورات تو لئے پھرتے ہیں اور لوگوں میں اس کے ذریعہ جاہ اور اپنا مقام بھی پیدا کرنا چاہتے ہیں مگر اس کی ہدایت سے کوئی فائدہ نہیں اٹھاتے۔

عالم بے عمل کی مثال

حضرت مفسرین نے فرمایا کہ جو مثال یہود کی دی گئی ہے، یہی مثال اس عالم دین کی ہے جو اپنے علم پر عمل نہ کرے۔

● صوت الحمیر:

وَ اقْصِدْ فِیْ مَشْیِكَ وَ اغْضُضْ مِنْ صَوْتِكَؕ-اِنَّ اَنْكَرَ الْاَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِیْرِ[35]

ترجمہ :اور اپنے چلنے میں درمیانی چال سے چل اور اپنی آواز کچھ پست رکھ، بیشک سب سے بری آواز گدھے کی آواز ہے۔

(آیت) واقصد فی مشیک، یعنی اپنی چال میں میانہ روی اختیار کرو، نہ بہت دوڑ بھاگ کر چلو کہ وہ وقار کے خلاف ہے۔ حدیث میں ہے کہ چلنے میں بہت جلدی کرنا مومن کی رونق ضائع کر دیتا ہے۔ (جامع صغیر عن ابی ہریرہ) اور اس طرح چلنے میں خود اپنے آپ کو یا کسی دوسرے کو تکلیف بھی پہنچنے کا خطرہ رہتا ہے، اور نہ بہت آہستہ چلو، جو یا تو ان تکبر اور تصنع کرنے والوں کی عادت ہے جو لوگوں پر اپنا امتیاز جتانا چاہتے ہیں، یا عورتوں کی عادت ہے جو شرم وحیا کی وجہ سے تیز نہیں چلتیں، یا پھر بیماروں کی عادت ہے جو اس پر مجبور ہیں۔ پہلی صورت حرام اور دوسری بھی اگر عورتوں کی مشابہت پیدا کرنے کے قصد سے ہو تو ناجائز ہے اور یہ قصد نہ ہو تو پھر مردوں کے لئے ایک عیب ہے۔ اور تیسری صورت میں اللہ کی ناشکری ہے کہ تندرستی کے باوجود بیماروں کی ہیئت بنائے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود نے فرمایا کہ صحابہ کرام کو یہود کی طرح دوڑنے سے بھی منع کیا جاتا تھا اور نصاریٰ کی طرح بہت آہستہ چلنے سے بھی۔ اور حکم یہ تھا کہ ان دونوں چالوں کی درمیانی چال اختیار کرو۔

حضرت عائشہ نے کسی شخص کو بہت آہستہ چلتے دیکھا جیسے ابھی مر جائے گا تو لوگوں سے پوچھا کہ یہ ایسے کیوں چلتا ہے؟ لوگوں نے بتلایا کہ یہ قراء میں سے ہے۔ قراء قاری کی جمع ہے، اس زمانے میں قاری اس کو بھی کہا جاتا تھا جو تلاوت قرآن کی صحت و آداب کے ساتھ قرآن کا عالم بھی ہو۔ مطلب یہ تھا کہ یہ کوئی بڑا قاری عالم ہے، اس لئے ایسا چلتا

---

[35] سورہ لقمان، 31: 19

ہے۔اس پر حضرت عائشہ نے فرمایا کہ عمر بن خطاب اس سے زیادہ قاری تھے، مگر ان کی عادت یہ تھی کہ جب چلتے تو تیز چلتے تھے (مراد تیزی نہیں جس کی ممانعت کی گئی ہے بلکہ اس کے بالمقابل تیزی ہے) اور جب وہ کلام کرتے تھے تو اس طرح کہ لوگ اچھی طرح سن لیں (ایسی پست آواز نہ ہوتی تھی کہ سننے والوں کو پوچھنا پڑے کہ کیا فرمایا)۔

و اغضض من صوتک، [36] یعنی آواز کو پست کرو

مراد پست کرنے سے یہ ہے کہ ضرورت سے زیادہ بلند آواز نہ نکالو، اور شور نہ کرو۔

جیسا کہ ابھی حضرت فاروق اعظم کے متعلق گزرا کہ کلام ایسا کرتے تھے کہ حاضرین سن لیں، انہیں سننے میں تکلیف نہ ہو۔اس کے بعد فرمایا:

ان انکرا الاصوات تصوف الحمیر، [37] یعنی چوپاؤں میں سب سے زیادہ مکروہ آواز گدھے کی ہے جو بہت شور کرتا ہے۔

یہاں آداب معاشرت میں چار چیزیں ذکر کی گئی ہیں اول لوگوں سے گفتگو اور ملاقات میں متکبرانہ انداز سے رخ پھیر کر بات کرنے کی ممانعت، دوسرے زمین پر اترا کر چلنے کی ممانعت، تیسرے درمیانی چال چلنے کی ہدایت، چوتھے بہت زور سے شور مچا کر بولنے کی ممانعت، حضرت رسول اللہ ﷺ کے عادات و شمائل میں یہ سب چیزیں جمع تھیں۔

شمائل ترمذی میں حضرت حسین فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد علی مرتضیٰ سے دریافت کیا کہ آنحضرت ﷺ جب لوگوں کے ساتھ بیٹھتے تھے تو آپس میں آپ کا کیا طرز ہوتا تھا؟

انہوں نے فرمایا: کہ رسول اکرم ﷺ ہمیشہ خوش و خرم معلوم ہوتے تھے، آپ کے اخلاق میں نرمی اور برتاؤ میں سہولت مندی تھی، آپ کی طبیعت سخت نہ تھی، بات بھی درشت نہ تھی، آپ نہ شور مچانے والے تھے نہ فحش گو تھے، نہ کسی کو عیب لگاتے تھے، نہ بخل کرتے تھے، جو چیز دل کو نہ بھاتی اس کی جانب سے غفلت برتتے تھے (مگر)

---

[36] سورہ لقمان، 31: 19

[37] سورہ لقمان، 31: 19

دوسرے کو اس کی طرف سے ناامید بھی نہ کرتے تھے،(اگر حلال ہو اور اس کی رغبت ہو)اور جو چیز اپنی مرغوب نہ ہو دوسرے کے حق میں اس کی کاٹ نہ کرتے تھے(بلکہ خاموشی اختیار فرماتے تھے) تین چیزیں آپ نے بالکل چھوڑ رکھی تھیں:

(1) جھگڑنا(2) تکبر کرنا(3) جو چیز کام کی نہ ہو اس میں مشغول ہونا۔"

● بیت العنکبوت :

مَثَلُ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْلِيَآءَ كَمَثَلِ الْعَنْكَبُوْتِۚ اِتَّخَذَتْ بَيْتًاؕ وَاِنَّ اَوْهَنَ الْبُيُوْتِ لَبَيْتُ الْعَنْكَبُوْتِۘ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ[38]

ترجمہ: ان لوگوں کی مثال جنہوں نے اللہ کے سوا حمایتی بنا رکھے ہیں مکڑی کی سی مثال ہے، جس نے گھر بنایا، اور بے شک سب گھروں سے کمزور گھر مکڑی کا ہے، کاش وہ جانتے۔

وَاِنَّ اَوْهَنَ الْبُيُوْتِ لَبَيْتُ الْعَنْكَبُوْتِ، عنکبوت مکڑی کو کہا جاتا ہے، اس کی مختلف قسمیں ہیں۔ بعض ان میں سے زمین میں گھر بناتی ہیں، بظاہر وہ یہاں مراد نہیں، بلکہ مراد وہ مکڑی ہے جو جالا تانتی ہے اور اس میں معلق رہتی ہے اس جالے کے ذریعہ مکھی کو شکار کرتی ہے، یہ ظاہر ہے کہ جانوروں کی جتنی قسم کے گھونسلے اور گھر معروف ہیں، یہ جالے کے تار ان سب سے زیادہ کمزور ہیں کہ معمولی ہوا سے بھی ٹوٹ سکتے ہیں۔ اس آیت میں غیر اللہ کی پرستش کرنے والوں اور ان پر اعتماد کرنے والوں کی مثال مکڑی کے اس جالے سے دی ہے جو کہ نہایت کمزور ہے۔ اسی طرح جو لوگ اللہ کے سوا بتوں پر یا کسی انسان وغیرہ پر بھروسہ کرتے ہیں انکا بھروسہ ایسا ہی ہے جیسا یہ مکڑی اپنے جالے کے تاروں پر بھروسہ کرتی ہے۔

مسئلہ: مکڑی کو مارنے اور اس کے جالے صاف کر دینے کے متعلق علماء کے اقوال مختلف ہیں۔ بعض حضرات اس کو پسند نہیں کرتے، کیونکہ یہ جانور بوقت ہجرت غار ثور کے دہانے پر جالا تان دینے کی وجہ سے قابل احترام ہو گیا، جیسا کہ خطیب نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے اس کے قتل کی ممانعت نقل کی ہے۔ مگر ثعلبی نے اور ابن عطیہ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ ہی سے یہ روایت نقل کی ہے: طهروا بيوتكم من نسج العكنبوت فان تركه يورث الفقر، یعنی مکڑی کے جالوں سے اپنے مکانات کو صاف رکھا کرو، کیونکہ اس کے چھوڑ دینے سے فقر وفاقہ پیدا ہوتا

[38] سورہ عنکبوت،29: 41

ہے، سند ان دونوں روایتوں کی قابل اعتماد نہیں اور دوسری روایت کی دوسری احادیث سے تائید ہوتی ہے جن میں مکانات اور فناء دار کو صاف رکھنے کا حکم ہے۔

● احکام پس پشت ڈالنے والے عالم کو کتے سے تشبیہ:

وَ لَوْ شِئْنَا لَرَفَعْنٰهُ بِهَا وَ لٰكِنَّهٗۤ اَخْلَدَ اِلَى الْاَرْضِ وَ اتَّبَعَ هَوٰىهُ۠-فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ الْكَلْبِۚ-اِنْ تَحْمِلْ عَلَيْهِ يَلْهَثْ اَوْ تَتْرُكْهُ يَلْهَثْؕ-ذٰلِكَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَاۚ-فَاقْصُصِ الْقَصَصَ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ. سَآءَ مَثَلَا-الْقَوْمُ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَ اَنْفُسَهُمْ كَانُوْا يَظْلِمُوْنَ[39]

ترجمہ :اور ہم چاہتے تو آیتوں کے سبب اُسے اٹھالیتے مگر وہ تو زمین پکڑ گیا اور اپنی خواہش کا تابع ہوا تو اس کا حال کتے کی طرح ہے تو اس پر حملہ کرے تو زبان نکالے اور چھوڑ دے تو زبان نکالے یہ حال ہے ان کا جنہوں نے ہماری آیتیں جھٹلائیں تو تم نصیحت سناؤ کہ کہیں وہ دھیان کریں کیا بُری کہاوت ہے ان کی جنہوں نے ہماری آیتیں جھٹلائیں اور اپنی ہی جان کا بُرا کرتے تھے"

دوسری آیت میں ارشاد فرمایا(آیت) وَلَوْ شِئْنَا لَرَفَعْنٰهُ بِهَا وَلٰكِنَّهٗۤ اَخْلَدَ اِلَى الْاَرْضِ وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ ، یعنی اگر ہم چاہتے تو انہی آیات کے ذریعہ اس کو بلند مرتبہ کر دیتے، لیکن وہ تو دنیا کی طرف مائل ہو گیا اور نفسانی خواہشات کی پیروی کرنے لگا، لفظ اَخْلَدَ ، اخلاد سے مشتق ہے، جس کے معنی ہیں کسی چیز کی طرف میلان کے یا کسی جگہ کو لازم پکڑنے کے اور ارض کے اصلی معنی زمین کے ہیں، دنیا کی جتنی چیزیں ہیں وہ سب یا خود زمین ہے یا زمین سے متعلق گھر، جائیداد، کھیتی، باغ وغیرہ ہیں، یا زمین سے ہی پیدا ہونے والی کروڑوں چیزیں ہیں جو انسان کی زندگی اور عیش کا مدار ہیں، اس لئے لفظ ارض بول کر اس جگہ پوری دنیا مراد لی گئی ہے، اس آیت میں اس طرف اشارہ کر دیا گیا کہ آیات الٰہیہ اور ان کا علم ہی اصل میں سربلندی اور ترقی کا سبب ہیں، لیکن جو شخص ان آیات کا احترام نہ کرے اور دنیا کی ذلیل خواہشات کو آیات الٰہیہ پر مقدم جانے اس کے لئے یہی علم ایک وبال بن جاتا ہے۔

اسی وبال کا ذکر آیت میں اس طرح کیا گیا ہے،(آیت) فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ الْكَلْبِۚ اِنْ تَحْمِلْ عَلَيْهِ يَلْهَثْ اَوْ تَتْرُكْهُ يَلْهَثْ ، لفظ لھث کے اصل معنی یہ ہیں کہ زبان نکال کر سختی کے ساتھ سانس لیا جائے۔

---

[39] سورہ اعراف،7: 176

ہر جاندار اپنی زندگی میں اس کا محتاج ہے کہ اندر کی گرم اور زہریلی ہوا کو باہر پھینکے اور باہر سے تازہ ہوا حلق اور ناک کے راستہ سے اندر لے جائے، اسی پر جاندار کی زندگی کا مدار ہے اور اللہ تعالیٰ نے ہر جاندار کیلئے اس اہم کام کو ایسا آسان کر دیا ہے کہ بلا ارادہ اور بلا محنت اس کی ناک کے نتھنوں سے اندر کی ہوا باہر اور باہر کی تازہ ہوا اندر جاتی ہے، اس میں نہ اس کو کوئی زور لگانا پڑتا ہے نہ کسی اختیاری عمل کی ضرورت پڑتی ہے، قدرتی اور فطری طور پر یہ کام مسلسل خود بخود ہوتا رہتا ہے۔ جانداروں میں صرف کتا ایسا جانور ہے جس کو اپنے سانس کی آمد و رفت میں زبان نکال کر زور لگانا اور محنت کرنی پڑتی ہے، اور دوسرے جانوروں کی یہ کیفیت صرف اس وقت ہوتی ہے جب کہ ان پر کوئی حملہ کرے یا وہ تھک جائیں یا کوئی اتفاقی محنت ان پر پڑ جائے۔

قرآن کریم نے اس شخص کی کتے کے ساتھ مثال دی، وجہ یہ ہے کہ حکم خداوندی کی خلاف ورزی کرنے کی اس کو یہ سزا ملی تھی کہ زبان منہ سے نکل کر سینہ پر لٹک گئی تھی اور وہ برابر کتے کی طرح ہانپتا تھا خواہ کوئی اس پر حملہ کرے یا نہ کرے وہ ہر حال میں ہانپتا رہتا ہے۔

اس کے بعد فرمایا (آیت) ذٰلِكَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا، یعنی یہی مثال ہے ان لوگوں کی جنہوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا، حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ مراد اس سے اہل مکہ ہیں جو ہمیشہ سے یہ تمنا کیا کرتے تھے کہ ان کے پاس کوئی ہادی اور رہبر آئے جو ان کو اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی طرف بلائے اور اطاعت کے صحیح طریقے سکھائے، پھر جب وہ رہبر آگئے اور ایسی کھلی نشانیوں کے ساتھ آئے کہ ان کے صدق و حقانیت میں ذرا بھی شک و شبہ کی گنجائش نہ رہی تو ان کی تکذیب کرنے اور آیات الٰہیہ سے روگردانی کرنے لگے۔

اور بعض حضرات مفسرین نے فرمایا کہ اس سے مراد بنی اسرائیل ہیں، جو بعثت نبوی سے پہلے آپ کی علامات و خصوصیات تورات میں پڑھ کر لوگوں کو بتلایا کرتے اور آپ کی تشریف آوری کا انتظار کیا کرتے تھے، مگر جب آپ تشریف لائے تو سب سے زیادہ دشمنی اور مخالفت انہی لوگوں نے کی اور تورات کے احکام سے ایسے صاف نکل گئے جیسے بلعم بن باعوراء نکل گیا تھا۔

آخر آیت میں فرمایا (آیت) فَاقْصُصِ الْقَصَصَ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ، یعنی آپ اس شخص کا واقعہ ان لوگوں کو سنا دیجئے، شاید یہ کچھ سوچیں اور اس کے واقعہ سے عبرت حاصل کریں۔

حاصل کلام :

المختصر یہ کہ قرآن کریم اللہ تعالیٰ کا پاک کلام ہے، جو اللہ تعالیٰ نے قیامت تک آنے والے انس و جن کی رہنمائی کے لیے آخری نبی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی کے ذریعہ نازل فرمایا۔ قرآن مجید میں جہاں مختلف علوم وفنون کا ذکر موجود ہے وہاں قرآن مجید میں حیوانات کا ذکر بھی خاصی تعداد میں آیا ہے قرآن مجید کی کم و بیش دو سو آیات مبارکہ میں جانوروں کے حقوق اور فوائد اور ان سے متعلق حلال و حرام کے شرعی احکام کا تذکرہ ملتا ہے۔ کہیں جانوروں کے نام ذکر کیے گئے ہیں تو کہیں مطلق جنس کا ذکر کیا گیا ہے۔ کفار نے حقیر جانوروں کے قرآن میں ذکر ہونے پر اعتراض بھی کیا ہے، اور اسکا جواب قرآن کریم میں ہی دیا گیا ہے۔ قرآن کریم میں حیوانات کا تذکرہ جن مقاصد اور حکمتوں کے پیش نظر کیا گیا ہے مختصراوہ یہ ہیں:

۱۔ انسان ان سے نصیحت حاصل کرے۔

۲۔ حیوانات کی تخلیق پر غور و فکر کرے۔

۳۔ سائنس اعتبار سے عجائبات حیوانات کو سمجھے۔

۴۔ روزمرہ کے کاموں میں ان سے استفادہ حاصل کرے۔

۵۔ قدرت الہیہ پر غور و فکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرے۔

۶۔ معبودان باطلہ کی عبادت سے دور رہے۔

۷۔ جن احکامات پر عمل کرنے کا حکم دیا گیا ہے ان پر عمل کرے۔

۸۔ جن حیوانات کو کھانے سے روکا گیا ہے ان سے باز رہے۔

۹۔ انسان کو چاہیے کہ جانوروں کی بری خصلتوں سے بچے اور اچھی عادات اپنائے۔

۱۰۔ شکر باری تعالیٰ بجالاتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کرے۔

اس کے علاوہ اور بھی کئی ایک مقاصد اور حکمتیں پوشیدہ ہوں گی جس کو اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے ہم نے اس موضوع پر ایک تحقیقی کام کرنا مناسب سمجھا۔ اللہ تعالیٰ ہماری اس حقیر سی محنت کو اپنی بارگاہ الٰہی میں قبول فرمائیں اور لوگوں کو اس سے استفادہ کرنے کی توفیق نصیب فرمائیں۔